AL-AASAR Journal
Quarterly Research Journal
www. al-aasar.com
Vol. 2, No. 1 (2025)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN: 3006-6921

سورۃ آل عمران میں کتاب الجنائز سے متعلقہ سے فقہی احکام کا علمی جائزہ: تفسیر قرطبی کی روشنی میں

Scientific review of jurisprudence rulings related to Kitab al-Janaiz in Surah Al-Imran: In the light of Tafsir al-Qurtubi

Zia Urrehman Farooqi
Doctoral Candidate, Department of Islamic Studies, Qurtuba University D.I.Khan.
Email: Ziafarooqi1326@gmail.com
Dr. Fazl Ilahi Khan
Professor, Department of Islamic Studies, Qurtuba University D.I.Khan.
Email: fazalkhansadozai@gmail.com

Abstract

Death is an annihilation in which every soul descends, and it is a reality that cannot be denied, and it is a necessity that every religion, every race and every creature suffers from. Therefore, the rulings related to it are also necessary for every religion. Islam has also described detailed rules regarding funeral arrangements and cremation. In this paper, mainly the jurisprudential opinions of Imam Qurtubi have been scientifically evaluated, for which Surah Aal Imran has been selected from his jurisprudential commentary Al-Jami Lahkam al-Qur'an, which is the scope of this paper. Then these rulings are explained in the light of the Holy Quran, Ahadith Tayyaba and Islamic jurisprudence.

Key words: *imam qurtubi, jurisprudential commentary,Tafsir Al jame.*

تمہید

امام ابوعبداللہ محمد بن احمد بن ابی بکر القرطبیؒ چھٹی صدی ہجری میں اندلس کے علمی مرکز قرطبہ میں پیدا ہوئے، سن عیسوی کے اعتبار سے آپ کی تاریخ پیدائش 1214ء بتائی جاتی ہے۔ آپ مالکی مذہب کے عظیم مفسر ہیں جنہوں نے بارہ جلدوں میں یہ تفسیر لکھی جو کہ فقہ اسلامی کا عظیم انسائیکلوپیڈیا ہے۔ آپ نے کم وبیش ساٹھ سال عمر پائی اور 1274ء کو جہاں فانی سے کوچ فرماگئے۔

عامۃ المسلمین کی نماز جنازہ، تجہیز و تکفین اور تدفین کے احکام

اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں پر یہ اپنے مسلمان بھائی کے حق کے طور پر یہ لازم کیا ہے کہ وہ اس کی نماز جنازہ، تجہیز و تکفین اور تدفین میں شریک ہوں، کیونکہ موت برحق ہے جس کے متعلق قرآن کریم میں ارشاد ہے: "كُلُّ نَفْسٍ ذَائِقَةُ الْمَوْتِ"[1] ہر نفس نے موت کو چکھنا ہے۔ اس کی تفسیر میں امام قرطبیؒ نے جنازہ کے مسائل بیان کیے ہیں؛ اور مومن کے حقوق بیان کیے ہیں:

"وَمِنْهَا الْأَخْذُ فِي تَجْهِيزِهِ بِالْغُسْلِ وَالدَّفْنِ لِئَلَّا يُسْرِعَ إِلَيْهِ التَّغيُّرُ، قَالَ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِقَوْمٍ أَخَّرُوا دَفْنَ مَيِّتِهِمْ: (عَجِّلُوا بِدَفْنِ جيفتكم) وقال: (أسرعوا بالجنازة)"[2]

1۔ آل عمران:185۔

2۔ القرطبی، ابوعبداللہ محمد بن احمد، الجامع لاحکام القرآن، القاہرۃ: دار الکتب المصریۃ، 1384ھ، ج4، ص298۔

اوران میں سے ہے غسل اور دفن کی تیاری میں شروع ہونا تاکہ اس میں تغیر جلد رونمانہ ہو، نبی کریم ﷺ نے اس قوم سے فرمایا جنہوں نے اپنی میت کی تدفین میں تاخیر کی تو فرمایا اپنے مردوں کو دفن کرنے میں جلدی کرو اور فرمایا جنازہ لے جانے میں جلدی کرو۔

غسل میت کا حکم

انہی روایات پر امام قرطبیؒ نے مسائل فقہیہ کا استنباط کیا اور کہا:

"فَأَمَّا غُسْلُهُ فَهُوَ سُنَّةٌ لِجَمِيعِ الْمُسْلِمِينَ حَاشَا الشهيد على ما تقدم. وقيل: غُسْلُهُ وَاجِبٌ"[3]

میت کو غسل دینا سوائے شہید کے تمام مسلمانوں کے حق میں سنت ہے، اور بعض نے کہا غسل میت واجب ہے۔

کفن میت کا حکم

اور کفن کے متعلق امام قرطبیؒ نے لکھتے ہیں:

"وَالتَّكْفِينُ وَاجِبٌ عِنْدَ عَامَّةِ الْعُلَمَاءِ، فَإِنْ كَانَ لَهُ مَالٌ فَمِنْ رَأْسِ مَالِهِ عِنْدَ عَامَّةِ الْعُلَمَاءِ---ثُمَّ عَلَى بَيْتِ الْمَالِ أَوْ عَلَى جَمَاعَةِ الْمُسْلِمِينَ عَلَى الْكِفَايَةِ. وَالَّذِي يَتَعَيَّنُ مِنْهُ بِتَعْيِينِ الْفَرْضِ سَتْرُ الْعَوْرَةِ، فَإِنْ كَانَ فِيهِ فَضْلٌ غَيْرَ أَنَّهُ لَا يَعُمُّ جَمِيعَ الْجَسَدِ غُطِّيَ رَأْسُهُ وَوَجْهُهُ، إِكْرَامًا لِوَجْهِهِ وَسَتْرًا لِمَا يَظْهَرُ مِنْ تَغَيُّرِ مَحَاسِنِهِ"[4]

عامة العلماء کے نزدیک میت کو کفن دیناواجب ہے، اگر اس کا اپنا مال ہو تو راس المال میں سے کفن دیا جائے گا---اگر اس کے پاس مال نہ ہو مسلمانوں کے بیت المال سے کفن دیا جائے گا یا پھر تمام مسلمانوں پر اس کا وجوب کفایہ ہے اور مقدار واجب وہی ہے جس سے ستر عورت ہو جائے، اور اگر کپڑا اس سے کچھ زیادہ ہو لیکن وہ پورے جسم کو نہ ڈھانپ سکے تو پھر میت کے سر اور اس کے چہرے کو ڈھانپا جائے گا چہرے اور سر کے احترام کی خاطر تاکہ جسم کی خوبصورتی میں واقع ہونے والے تغیر کو ڈھانپا جائے۔

اور کفن کا طاق کپڑوں اور سفید رنگ میں ہونا مستحب ہے، امام قرطبیؒ لکھتے ہیں:

"وَالْوِتْرُ مُسْتَحَبٌّ عِنْدَ كَافَّةِ الْعُلَمَاءِ فِي الْكَفَنِ، وَكُلُّهُمْ مُجْمِعُونَ عَلَى أَنَّهُ لَيْسَ فِيهِ حَدٌّ. وَالْمُسْتَحَبُّ مِنْهُ الْبَيَاضُ"[5]

3۔ تفسیر القرطبی، ج4، ص298۔

4۔ تفسیر القرطبی، ج4، ص298۔

5۔ تفسیر القرطبی، ج4، ص298۔

AL-AASAR Journal
Quarterly Research Journal
www. al-aasar.com
Vol. 2, No. 1 (2025)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN: 3006-6921

کفن میں کثیر علماء کے نزدیک طاق کا عدد مستحب ہے اور سب کا اس بارے میں اجماع ہے کہ اس میں کوئی حد نہیں ہے تاہم اس میں سفید ہونا مستحب ہے۔

نماز جنازہ اور تدفین میت کا حکم

میت کو دفنانے اور اس پر نماز جنازہ کے متعلق لکھتے ہیں:

"وَأَمَّا الصَّلَاةُ عَلَيْهِ فَهِيَ وَاجِبَةٌ عَلَى الْكِفَايَةِ كَالْجِهَادِ. هَذَا هُوَ الْمَشْهُورُ مِنْ مَذَاهِبِ الْعُلَمَاءِ: مالك وغيره۔۔۔وَقَالَ أَصْبَغُ: إِنَّهَا سُنَّةٌ۔۔ وَأَمَّا دَفْنُهُ فِي التُّرَابِ وَدَسُّهُ وَسَتْرُهُ فَذَلِكَ وَاجِبٌ"[6]

میت پر نماز جنازہ جہاد کی طرح فرض کفایہ ہے اور یہی علماء کا مشہور مذہب ہے جن میں امام مالک شامل ہیں۔۔۔اور اصبغ مالکی نے کہا نماز جنازہ سنت ہے۔۔۔میت کو مٹی میں دفن کرنا اور اسے قبر میں چھپانا بھی اسی طرح واجب ہے۔

امام قرطبیؒ کے دلائل

امام قرطبیؒ نے باب الجنائز سے متعلقہ درج ذیل احادیث بیان کی ہیں:

امام ابو داود نقل کرتے ہیں:

"عَنْ أُمِّ عَطِيَّةَ، قَالَتْ: دَخَلَ عَلَيْنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِينَ تُوُفِّيَتِ ابْنَتُهُ، فَقَالَ: «اغْسِلْنَهَا ثَلَاثًا، أَوْ خَمْسًا، أَوْ أَكْثَرَ مِنْ ذَلِكَ إِنْ رَأَيْتُنَّ ذَلِكَ، بِمَاءٍ وَسِدْرٍ"[7]

حضرت ام عطیہ کہتی ہیں ہمارے پاس رسول کریم ﷺ آئے جب آپ ﷺ کی شہزادی فوت ہوئی تو فرمایا اسے تین یا پانچ یا اس سے زائد بار بیری کے پتوں سے ملے ہوئے پانی سے غسل دو اگر تم کچھ دیکھو۔

دوسری روایت میں ہے:

"عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: الْبَسُوا مِنْ ثِيَابِكُمُ الْبَيَاضَ فَإِنَّهَا مِنْ خَيْرِ ثِيَابِكُمْ، وَكَفِّنُوا فِيهَا مَوْتَاكُمْ"[8]

سفید کپڑے پہنا کرو کیونکہ یہ اچھا لباس ہے اور اپنے مردوں کو اسی میں کفن دو۔

6۔ تفسیر القرطبی، ج4، ص298۔

7۔ ابو داود، سجستانی، سلیمان بن اشعث، سنن ابی داود، بیروت: دار الفکر، 1412ھ، رقم:3142۔

8۔ سنن ابی داود، رقم:3878۔

تیسری روایت میں ہے:

"قَالَ: أَسْرِعُوا بِالْجَنَازَةِ فَإِنْ تَكُ صَالِحَةً فَخَيْرٌ تُقَدِّمُونَهَا إِلَيْهِ، وَإِنْ تَكُ سِوَى ذَلِكَ فَشَرٌّ تَضَعُونَهُ عَنْ رِقَابِكُمْ"[9]

حضرت ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا جنازہ کو جلدی لے کر چلو، اگر وہ صالح ہے تو اچھائی کو تم جلد لے جاؤ گے اور اگر ایسا نہیں ہے تو تم ایک بری چیز کو اپنے کندھوں سے جلد اتار دو گے۔

امام قرطبیؒ کی فقہی آراء کا علمی جائزہ

امام قرطبیؒ نے عنوان مذکور کے تحت جنازہ سے متعلق مسائل بیان کیے؛ جن میں کچھ مجمع علیہم ہیں جن میں اختلاف نہیں ہے، مثلاً کفن کا سفید ہونا، طاق کپڑوں میں ہونا، میت کو دفنانا، میت کو جلد قبرستان لے جانا وغیرہ، البتہ امام قرطبیؒ نے ان مسائل کے ضمن میں دو امور میں اختلاف فقہاء کو ذکر کیا ہے۔

اول یہ کہ غسل میت سن ہے یا واجب؟

دوم یہ کہ نماز جنازہ سنت ہے یا فرض کفایہ؟

ان مسائل کا علمی جائزہ لینے کے لیے کتب فقہیہ کی طرف رجوع کیا جاتا ہے۔

شمس الدین رعینی مالکی لکھتے ہیں:

"فَذَهَبَ جُمْهُورُ النَّاسِ إِلَى أَنَّهَا مِنْ فُرُوضِ الْكِفَايَةِ، وَنَصَّ عَلَيْهِ سَحْنُونٌ فِي كِتَابِ ابْنِهِ فَقَالَ: الصَّلَاةُ عَلَى الْجِنَازَةِ فَرْضٌ"[10]

جمہور فقہاء اس طرف گئے ہیں کہ نماز جنازہ فرض کفایہ ہے۔ سحنون مالکی نے جنازہ کی فرضیت پر نص قائم کی ہے۔

علامہ غرناطی مالکی لکھتے ہیں:

"غُسْلُ الْمَيِّتِ وَتَكْفِينُهُ وَتَحْنِيطُهُ سُنَّةٌ، وَأَمَّا دَفْنُهُ فَفَرْضٌ عَلَى الْكِفَايَةِ، وَقَدْ قِيلَ فِي الْجَمِيعِ إِنَّهُ مِنَ الْفُرُوضِ"[11]

میت کو غسل دینا، کفن دینا، کفن کو دھونی دینا سنت ہیں۔ اور میت کو دفن کرنا فرض کفایہ ہے اور بعض نے ان تمام چیزوں کو فرض کہا ہے۔

9۔ سنن ابی داود، رقم: 3181۔

10۔ الرعینی، ابو عبد اللہ محمد بن محمد، الطرابلسی، مواہب الجلیل فی شرح مختصر خلیل، بیروت: دار الفکر، 1412ھ، ج2، ص208۔

11۔ الغرناطی، محمد بن یوسف، التاج والاکلیل، بیروت: دار الفکر، 1416ھ، ج3، ص4۔

AL-AASAR Journal
Quarterly Research Journal
www. al-aasar.com
Vol. 2, No. 1 (2025)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN: 3006-6921

علامہ جوینی امام الحرمین لکھتے ہیں:

"تكفينُ المسلم فرضٌ، كما أن غُسلَه والصلاةَ عليه فرضٌ"[12]

مسلمان کو کفن دینا یوں ہی فرض ہے جس طرح اسے غسل دینا اور اس پر نماز جنازہ پڑھنا فرض ہے۔

امام احمد بن حنبل کے نزدیک بھی یہ تمام امور فرض کفایہ ہیں؛

"حَمْلُهُ وَدَفْنُهُ مِنْ فُرُوضِ الْكِفَايَةِ"[13]

میت کو اٹھانا اور اسے دفن کرنا فرض کفایہ ہے۔

علامہ کاسانیؒ نے تکفین کے وجوب کو بیان کرتے ہوئے لکھا ہے:

"أَمَّا الْأَوَّلُ فَالدَّلِيلُ عَلَى وَجْهِ النَّصِّ، وَالْإِجْمَاعِ، وَالْمَعْقُولِ، أَمَّا النَّصُّ فَمَا رُوِيَ عَنْ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ: الْبَسُوا هَذِهِ الثِّيَابَ الْبِيضَ فَإِنَّهَا خَيْرُ ثِيَابِكُمْ وَكَفِّنُوا فِيهَا مَوْتَاكُمْ وَظَاهِرُ الْأَمْرِ لِوُجُوبِ الْعَمَلِ وَرُوِيَ أَنَّ الْمَلَائِكَةَ لَمَّا غَسَّلَتْ آدَمَ صَلَوَاتُ اللَّهِ عَلَيْه كَفَّنُوهُ وَدَفَنُوهُ ثُمَّ قَالَتْ لِوَلَدِهِ: هَذِهِ سُنَّةُ مَوْتَاكُمْ، وَالسُّنَّةُ الْمُطْلَقَةُ فِي مَعْنَى الْوَاجِبِ، وَالْإِجْمَاعُ مُنْعَقِدٌ عَلَى وُجُوبِهِ؛ وَلِهَذَا تَوَارَثَهُ النَّاسُ مِنْ لَدُنْ وَفَاةِ آدَمَ صَلَوَاتُ اللَّهِ وَسَلَامُهُ عَلَيْهِ إلَى يَوْمِنَا هَذَا، وَذَا دَلِيلُ الْوُجُوبِ"[14]

میت کو کفن دینا وجب ہے دلیل کی وجہ سے، اجماع کی وجہ سے اور عقلا بھی واجب ہے۔ نص یہ ہے کہ اپنے مردوں کو سفید کپڑوں میں کفن دو۔ اور اس نص کا ظاہر وجوب کو بیان کرتا ہے اور یہ بھی مروی ہے کہ ملائکہ نے حضرت آدم کو غسل دیا تھا اور انہوں نے آپ علیہ السلام کو کفن دیا اور دفن کیا اور پھر آپ کے بیٹے سے کہا یہ تمہارے مر جانے والوں کے لیے سنت ہے اور سنت کا لفظ مطلق ہو تو مراد واجب ہوتا ہے۔ اور اس کے وجوب پر اجماع بھی ہے جس پر حضرت آدم سے آج تک توارث چلا آرہا ہے۔

غسل میت اور نماز جنازہ بھی عند الاحناف عقلا و نقلا فرض کفایہ ہیں۔

میت کے جملہ امور کو جمہور فقہاء نے فرض اور واجب کہا ہے، اور جہاں سنت کا لفظ مستعمل ہے، اسے بھی فرض کفایہ پر محمول کیا ہے کیونکہ میت کی تجہیز و تکفین کے جملہ امور مومن پر حق ہیں۔ اور حق فرض کے مرتبہ میں ہوتا ہے۔ ان تمام امور پر ابتدائے آدم سے آج تک

12۔ الجوینی، عبد الملک بن عبد اللہ، امام الحرمین، شافعی، نہایۃ المطلب فی درایۃ المذہب، دار المنہاج، 1428ھ، ج3، ص19۔

13۔ البہوتی، منصور بن یونس، کشاف القناع، بیروت: دار الکتب العلمیۃ، 1998ء، ج2، ص126۔

14۔ الکاسانی، علاء الدین، ابو بکر بن مسعود، بدائع الصنائع فی ترتیب الشرائع، بیروت: دار الکتب العلمیۃ، 1986ء، ج1، ص306۔

AL-AASAR Journal
Quarterly Research Journal
www. al-aasar.com
Vol. 2, No. 1 (2025)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN: 3006-6921

سنت متوارثہ جاری ہے، علامہ رعینی نے کہا: وَلِأَنَّ الْإِقَامَةَ مِنْ شَعَائِرِ الدِّينِ وَفَرَائِضِ الصَّلَاةِ[15]، اور اس کی وجہ یہ ہے کہ نماز جنازہ کو قائم کرنا شعائر اسلام میں سے ہے اور فرض نمازوں میں سے ہے۔ علامہ کاسانی حنفی نے بھی غسل، کفن اور جنازہ کو فرض کہنے پر مفصل دلائل دیے ہیں اور ان پر عقلا و نقلا اور اجماع کے ذریعے بہ تصلب رائے دی ہے کہ یہ تمام امور فرض ہیں۔[16]

شہید کو غسل دینے اور اس کی نماز جنازہ کا حکم

شہید کی حیات جاودانی پر قرآن کریم شاہد ہے کہ وہ زندہ ہے، جب شہید زندہ ہے تو کیا اس کی نماز جنازہ پڑھی جائے گی، کیا اسے جنازہ پڑھے بغیر دفن کیا جاسکتا ہے، قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

"وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِينَ قُتِلُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَمْوَاتًا بَلْ أَحْيَاءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُونَ"[17]

اور آپ مردہ گمان نہ کریں جو راہ خدا میں قتل کیے گئے بلکہ وہ زندہ ہیں اپنے رب کے پاس انہیں رزق دیا جاتا ہے۔

اس آیت کی تفسیر میں امام قرطبیؒ نے شہید کے احکام کو بیان کرتے ہوئے لکھا ہے:

"إِذَا كَانَ الشَّهِيدُ حَيًّا حُكْمًا فَلَا يُصَلَّى عَلَيْهِ، كَالْحَيِّ حِسًّا. وَقَدِ اخْتَلَفَ الْعُلَمَاءُ فِي غُسْلِ الشُّهَدَاءِ وَالصَّلَاةِ عَلَيْهِمْ، فَذَهَبَ مَالِكٌ وَالشَّافِعِيُّ وَأَبُو حَنِيفَةَ وَالثَّوْرِيُّ إِلَى غُسْلِ جَمِيعِ الشُّهَدَاءِ وَالصَّلَاةِ عَلَيْهِمْ، إِلَّا قَتِيلَ الْمُعْتَرَكِ فِي قِتَالِ الْعَدُوِّ خَاصَّةً --- وَبِهَذَا قَالَ أَحْمَدُ وَإِسْحَاقُ وَالْأَوْزَاعِيُّ وداوُدُ بْنُ عَلِيٍّ وَجَمَاعَةُ فُقَهَاءِ الْأَمْصَارِ وَأَهْلُ الْحَدِيثِ وَابْنُ عُلَيَّةَ "[18]

جب شہید حکماً زندہ ہے تو اس پر نماز جنازہ نہیں پڑھنی چاہیے جس طرح حسی طور پر زندہ شخص پر نہیں پڑھی جاتی؟۔ فقہاء کرام کا اختلاف ہے شہید کو غسل دینے اور اس پر نماز جنازہ پڑھنے میں؛ امام مالک، امام شافعی، امام ابو حنیفہ، امام احمد بن حنبل، اسحاق بن راہویہ، امام اوزاعی، اصحاب الظواہر، داود بن علی، امام ثوری، جماعت محدثین، ابن علیہ اور امام ثوری وغیرہ سب کا یہی موقف ہے کہ شہید کو غسل بھی دیا جائے گا اور نماز جنازہ بھی پڑھی جائے گی سوائے شہید حقیقی کے جو دشمن کے مقابلے میں معرکہ کارزار میں جام شہادت نوش کرے (تو اس کو نہ تو غسل دیا جائے گا اور نہ اس کی نماز جنازہ پڑھی جائے گی)۔

15۔ الرعینی، ابو عبداللہ محمد بن محمد، الطرابلسی، مواہب الجلیل فی شرح مختصر خلیل، بیروت: دارالفکر، 1412ھ، ج2، ص208۔

16۔ الکاسانی، بدائع الصنائع ج1، ص299۔

17۔ آل عمران: 169۔

18۔ تفسیر القرطبی، ج4، ص270۔

AL-AASAR Journal
Quarterly Research Journal
www. al-aasar.com
Vol. 2, No. 1 (2025)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN: 3006-6921

"وَقَالَ سَعِيدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ وَالْحَسَنُ: يُغَسَّلُونَ۔۔۔ قَالَ أَبُو عُمَرَ: وَلَمْ يَقُلْ بِقَوْلِ سَعِيدٍ وَالْحَسَنِ هَذَا أَحَدٌ مِنْ فُقَهَاءِ الْأَمْصَارِ إِلَّا عُبَيْدُ اللَّهِ بن الحسن العنبري"[19]

حضرت سعید بن مسیب اور حسن بصریؒ کہتے ہیں کہ شہداء کو غسل دیا جائے گا۔۔۔ابوعمر نے کہا حضرت سعید اور حسن کے قول کو فقہائے مصر میں سے سوائے عبید اللہ بن حسن عنبریؒ کے کسی نے بیان نہیں کیا۔

شہید کی نماز جنازہ کے متعلق فقہائے کوفہ وبصرہ اور شام کے فقہاء کا موقف یہ ہے کہ شہداء کی نماز جنازہ پڑھی جائے گی۔

"وَقَالَ فُقَهَاءُ الْكُوفَةِ وَالْبَصْرَةِ وَالشَّامِ: يُصَلَّى عَلَيْهِمْ"[20]

اختلاف کی دوسری جہت یہ ہے کہ جو شخص ظلماً قتل کیا جائے اس کے بارے میں کیا حکم ہے؟ امام قرطبیؒ لکھتے ہیں:

"فَقَالَ أَبُو حَنِيفَةَ وَالثَّوْرِيُّ: كُلُّ مَنْ قُتِلَ مَظْلُومًا لَمْ يُغَسَّلْ، وَلَكِنَّهُ يُصَلَّى عَلَيْهِ وَعَلَى كُلِّ شَهِيدٍ، وَهُوَ قَوْلُ سَائِرِ أَهْلِ الْعِرَاقِ۔۔۔وَلِلشَّافِعِيِّ قَوْلَانِ: أَحَدُهُمَا يُغَسَّلُ كَجَمِيعِ الْمَوْتَى إِلَّا مَنْ قَتَلَهُ أَهْلُ الْحَرْبِ، وَهَذَا قَوْلُ مَالِكٍ. قَالَ مَالِكٌ: لَا يُغَسَّلُ مَنْ قتله الكفار ومات في المعترك. وكان مَقْتُولٍ غَيْرِ قَتِيلِ الْمُعْتَرَك قَتِيلِ الْكُفَّارِ فَإِنَّهُ يُغَسَّلُ وَيُصَلَّى عَلَيْهِ. وَهَذَا قَوْلُ أَحْمَدَ بْنِ حَنْبَلٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ. وَالْقَوْلُ الْآخَرُ لِلشَّافِعِيِّ- لَا يُغَسَّلُ قَتِيلُ الْبُغَاةِ "[21]

امام ابو حنیفہؒ اور امام ثوریؒ فرماتے ہیں: ہر وہ شخص جو ظلماً قتل کیا جائے اسے غسل نہیں دیا جائے گا لیکن اس کی نماز جنازہ پڑھی جائے گی اور ہر شہید کا یہی حکم ہے اور یہ تمام اہل عراق کا قول مختار ہے۔۔۔امام شافعیؒ سے اس بارے میں دو قول مروی ہیں، ایک یہ کہ عام مرنے والوں کی مانند اسے غسل دیا جائے گا سوائے اس شہید کے جسے اہل حرب مار ڈالیں۔ اور یہی قول امام مالک کا ہے کہ جسے کفار قتل کریں اور وہ معرکہ کارزار میں مرے تو اسے غسل نہیں دیا جائے گا۔ اور جس شخص کو کفار قتل کریں لیکن وہ بحالت جنگ شہید نہ ہو تو اسے غسل بھی دیا جائے گا اور اس پر نماز جنازہ بھی پڑھی جائے گی۔ اور یہی قول امام احمد کا ہے، اور امام شافعی کا قول ثانی یہ ہے کہ جس شخص کو باغی قتل کر ڈالیں اسے غسل نہیں دیا جائے گا۔

19۔ تفسیر القرطبی، ج4، ص270۔

20۔ تفسیر القرطبی، ج4، ص271۔

21۔ تفسیر القرطبی، ج4، ص271۔

AL-AASAR Journal
Quarterly Research Journal
www. al-aasar.com
Vol. 2, No. 1 (2025)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN: 3006-6921

امام قرطبیؒ کے دلائل

مسند احمد میں بروایت ابن عباس رضی اللہ عنہما مروی ہے:

"عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: أَمَرَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَوْمَ أُحُدٍ بِالشُّهَدَاءِ أَنْ يُنْزَعَ عَنْهُمِ الْحَدِيدُ وَالْجُلُودُ، وَقَالَ: ادْفِنُوهُمْ بِدِمَائِهِمْ وَثِيَابِهِمْ"[22]

نبی کریم ﷺ نے احد کے دن شہداء کے متعلق حکم فرمایا کہ ان کے جسموں سے لوہے اور چمڑے کے اضافی لباس اتار دو اور انہیں اپنے کپڑوں اور خون کے ساتھ دفن کر دو۔

امام بخاریؒ نے بروایت حضرت جابر رضی اللہ عنہ نقل کیا ہے:

"قَالَ: أَنَا شَهِيدٌ عَلَى هَؤُلاَءِ وَأَمَرَ بِدَفْنِهِمْ بِدِمَائِهِمْ، وَلَمْ يُصَلِّ عَلَيْهِمْ، وَلَمْ يُغَسِّلْهُمْ"[23]

نبی کریم ﷺ نے فرمایا میں ان (شہدائے احد) پر گواہ ہوں اور حکم دیا کہ انہیں اسی خون کے ساتھ لت پت حالت میں دفن کر دیا جائے اور ان پر نہ نماز جنازہ پڑھی اور نہ انہیں غسل دیا۔

امام قرطبیؒ کی فقہی آراء کا علمی جائزہ

امام قرطبیؒ نے مسئلہ مذکورہ میں دو جہتیں بیان کی ہیں؛ ایک بابت غسل ہے اور دوسری جہت اس پر نماز جنازہ ہے، پھر یہ حکم بھی دو قسموں میں منقسم ہے یعنی شہید حقیقی اور شہید حکمی۔ غسل کے باب میں جملہ فقہاء اسلام کا اتفاق ہے کہ شہید حقیقی کو غسل نہیں دیا جائے گا۔ تاہم اس پر نماز جنازہ کے متعلق اختلاف کی نوعیت یہ ہے کہ احناف، علمائے کوفہ وبصرہ اور شام کے جملہ فقہاء کا موقف یہ ہے کہ شہید حقیقی پر نماز جنازہ نہیں پڑھی جائے گی، ان میں ائمہ ثلاثہ (امام مالک، امام شافعی، امام احمد) اور امام اوزاعی، امام ثوری، امام لیث، اسحاق بن راہویہ اور اصحاب الظواہر شامل ہیں۔

شہید حکمی کی یہ صورت کہ جب اسے ظلماً قتل کیا جائے تو اس بارے میں اختلاف کی نوعیت یہ ہے کہ اس کو غسل دینے کے متعلق احناف، فقہائے کوفہ وبصرہ اور شام کا اتفاق ہے کہ اسے بھی غسل نہیں دیا جائے گا جبکہ باقی جملہ فقہاء کا اتفاق ہے کہ اسے غسل دیا جائے گا۔ اور اس پر نماز جنازہ کے متعلق سب کا اتفاق ہے کہ اس پر جنازہ پڑھی جائے گی۔

22۔ احمد بن حنبل، متوفی 241ھ، مسند امام احمد، مکتب اسلامی، بیروت، 1398ھ، رقم: 2216۔

23۔ البخاری، ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل، الجامع المسند الصحیح المختصر من أمور رسول اللہ ﷺ وسننہ وأیامہ، دار طوق النجاۃ، 1422ھ، رقم: 1437۔

Vol. 2, No. 1 (2025)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN: 3006-6921

علامہ قیروانی مالکی لکھتے ہیں:

"ولا يصلى على الشهيد في المعترك ولا يكفن، ولا يغسل، ويدفن بثيابه۔۔۔وأما من قتل مظلوماً أو قتله لصوص في معتركهم أو في دفعه إياهم عن حريمه أو مات بغرق أو هدم، فإنه يغسل ويصلى عليه"[24]

میدان جہاد میں شہید ہونے والے شخص کی نماز جنازہ نہیں پڑھی جائے گی اور نہ اسے کفن دیا جائے گا،نہ غسل دیا جائے گا بلکہ اپنے کپڑوں کے ساتھ ہی دفن کر دیا جائے گا۔۔۔ اور جو شخص ظلماً قتل ہوا یا اسے چوروں نے قتل کیا یا ان سے اپنا دفاع کرتا ہوا مارا گیا یا غرق ہو گیا یا کسی ملبے تلے دب کر شہید ہوا تو اسے غسل بھی دیا جائے گا اور اس پر نماز جنازہ بھی پڑھی جائے گی۔

امام شافعی فرماتے ہیں:

"وَإِذَا قَتَلَ الْمُشْرِكُونَ الْمُسْلِمِينَ فِي الْمُعْتَرَكِ لَمْ تُغْسَلْ الْقَتْلَى، وَلَمْ يُصَلَّ عَلَيْهِمْ وَدُفِنُوا بِكُلُومِهِمْ وَدِمَائِهِمْ، وَكَفَّنَهُمْ أَهْلُوهُمْ فِيمَا شَاءُوا كَمَا يُكَفَّنُ غَيْرُهُمْ إنْ شَاءُوا فِي ثِيَابِهِمْ الَّتِي تُشْبِهُ الْأَكْفَانَ وَتِلْكَ الْقُمُصِ وَالْأُزُرِ وَالْأَرْدِيَةِ، وَالْعَمَائِمِ لَا غَيْرِهَا، وَإِنْ شَاءُوا سَلَبُوهَا وَكَفَّنُوهُمْ فِي غَيْرِهَا كَمَا يُصْنَعُ بِالْمَوْتَى مِنْ غَيْرِهِمْ، وَتُنْزَعُ عَنْهُمْ ثِيَابُهُمْ الَّتِي مَاتُوا فِيهَا"[25]

جب مشرکین مسلمانوں کو میدان جہاد میں قتل کر دیں تو مقتولین شہداء کو غسل نہیں دیا جائے گا اور نہ ان پر نماز جنازہ پڑھی جائے گی بلکہ انہیں انہی زخموں اور خون کے ساتھ دفن کر دیا جائے گا۔ اور اگر ان کے اہل وعیال کفن دینا چاہیں تو دے سکتے ہیں جس طرح عام لوگوں کو دیا جاتا ہے۔ اور اگر چاہیں تو انہیں کپڑوں میں بھی کفن دے سکتے ہیں اور وہ یہ ہیں: قمیص،ازار،چادر اور عمامہ ان کے سوا کچھ نہیں۔ اور اگر چاہیں تو ان کے یہ کپڑیں اتار لیں اور دوسرے کپڑوں میں کفن دے دیں جس طرح عام مردہ لوگوں سے کپڑے اتار لیے جاتے ہیں۔

علامہ ابن قدامہ حنبلیؒ لکھتے ہیں:

"والشهيد إذا مات في المعركة لم يغسل رواية واحدة. وفي الصلاة عليه روايتان: إحداهما: يصلى عليه، اختارها الخلال لما روى عقبة أن النبي صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خرج يوماً فصلى على أهل أحد صلاته على الميت ثم انصرف۔ والثانية: لا يصلى عليه، وهي أصح۔۔۔وأما المقتول ظلماً كقتيل

24۔ القیروانی، أبوسعید ابن البراذعي، التهذيب في اختصار المدونة، دبئی: دار البحوث للدراسات الإسلامية وإحياء التراث، 1423ھ، ج1، ص341۔

25۔ الشافعی، ابو عبداللہ محمد بن ادریس، الام، بیروت: دار المعرفة، 1410ھ، ج1، ص305۔

AL-AASAR Journal
Quarterly Research Journal
www. al-aasar.com
Vol. 2, No. 1 (2025)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN: 3006-6921

اللصوص، والمقتول دون ماله ففيه روايتان:إحداهما: يغسل ويصلى عليه؛ لأن ابن الزبير غسل وصلي عليه؛ لأنه ليس بشهيد المعترك أشبه المبطون. والثانية: لا يغسل؛ لأنه قتيل شهيد أشبه شهيد المعترك"[26]

اور شہید جب جنگ میں قتل کیا جائے تو اسے غسل نہیں دیا جائے گا اور یہی روایت ہے۔ اور اس پر نماز جنازہ کے متعلق دو روایات ہیں، ایک یہ کہ اس پر نماز جنازہ پڑھی جائے گی اسے خلال نے اختیار کیا روایت عقبہ کی وجہ سے کہ نبی کریم ﷺ ایک دن نکلے اور شہدائے احد پر ایسے ہی نماز ادا کی جس طرح میت پر پڑھی جاتی ہے۔ اور دوسری روایت یہ ہے کہ شہید پر نماز جنازہ نہیں پڑھی جائے گی اور یہی روایت صحیح ترین ہے۔۔۔ اور جو شخص ظلماً قتل کیا جائے جیسے چوروں کے ہاتھوں مارا گیا شخص، اور اپنا مال بچانے کے لیے مارا جانے والا تو اس شہید کے متعلق دو روایتیں ہیں، اول یہ کہ اسے غسل بھی دیا جائے گا اور نماز جنازہ بھی پڑھی جائے گی کیونکہ حضرت عبداللہ بن زبیر کو غسل بھی دیا گیا اور ان پر نماز بھی پڑھی گئی کیونکہ یہ شہید حقیقی نہیں بلکہ مبطون (جسے پیٹ کی بیماری میں موت آجائے) کے مشابہ ہے۔ اور دوسری روایت یہ ہے کہ اسے بھی غسل نہیں دیا جائے گا کیونکہ یہ بھی شہید ہے اور شہید حقیقی کے مشابہ ہے۔

علامہ شمس الائمہ سرخسیؒ لکھتے ہیں:

"وَإِذَا قُتِلَ الشَّهِيدُ فِي مَعْرَكَةٍ لَمْ يُغَسَّلْ وَصُلِّيَ عَلَيْهِ عِنْدَنَا"[27]

جنگ میں شہادت پانے والے کو غسل نہ دیا جائے گا اور ہمارے نزدیک اس کی نماز جنازہ پڑھی جائے گی۔

مسئلہ مذکورہ میں شہید حقیقی کو غسل نہ دینے پر سب کا اتفاق ہے کہ شہید کو غسل نہیں دیا جائے گا کیونکہ راہ خدا میں اس کے خون بہنے سے اس کی تطہیر ہوگئی ہے نہ کہ دنس بدن۔ اس میں کسی کو اختلاف نہیں ہے۔ تاہم جہت ثانیہ یہ ہے کہ اس پر نماز جنازہ پڑھی جائے گی یا نہیں تو اس میں ائمہ ثلاثہ کا موقف یہ ہے کہ شہید کی نماز جنازہ بھی نہیں پڑھی جائے گی۔ تاہم اس مسئلہ میں تحقیق اور تقابل کی کیفیت یہ ہے کہ ائمہ ثلاثہ نے جس روایت سے استدلال کیا ہے اسے احناف نے ضعیف شمار کیا ہے اور دلیل بھی دی کہ حضرت جابر نے روایت بیان کی کہ نبی کریم ﷺ نے شہدائے احد پر نماز جنازہ نہیں پڑھی تو اس کی وجہ یہ ہے کہ اس غزوہ میں حضرت جابر کے بھائی اور والد بھی شہید ہو چکے تھے تو وہ اس وجہ سے کافی مشغول تھے اور مدینہ گئے ہوئے تھے جب واپس آئے تو شہداء کی تدفین ہو رہی تھی تو اس بناء پر انہوں یہ روایت نقل کی ہے۔

26۔ ابن قدامہ، الکافی فی فقہ اہل المدینہ، بیروت: دار الکتب العلمیہ، 1414ھ، ج1، ص358۔

27۔ السرخسی، محمد بن احمد بن ابی سہل، شمس الائمہ، المبسوط، بیروت: دار المعرفۃ، 1414ھ، ج2، ص50۔

AL-AASAR Journal
Quarterly Research Journal
www. al-aasar.com
Vol. 2, No. 1 (2025)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN: 3006-6921

امام سرخسیؒ فرماتے ہیں:

"وَحَدِيثُ جَابِرٍ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ لَيْسَ بِقَوِيٍّ وَقِيلَ: إنَّهُ كَانَ يَوْمَئِذٍ مَشْغُولًا فَقَدْ قُتِلَ أَبُوهُ وَأَخُوهُ وَخَالُهُ فَرَجَعَ إلَى الْمَدِينَةِ لِيُدَبِّرَ كَيْفَ يَحْمِلُهُمْ إلَى الْمَدِينَةِ فَلَمْ يَكُ حَاضِرًا حِينَ صَلَّى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، عَلَيْهِمْ"[28]

جبکہ اس کے برعکس یہ روایت ثابت ہے کہ آپ ﷺ نے شہدائے احد کی مزارات پر جاکر نماز جنازہ ادا کی اور نماز جنازہ دعا ہے جس سے کوئی بھی مستغنی نہیں ہے۔بلکہ حضرت امیر حمزہ شہید احد کے متعلق تو روایت ہے کہ ان کی ستر بار نماز جنازہ پڑھی گئی کیونکہ ہر شہید کے ساتھ ان کی بھی نماز پڑھی جاتی رہی لہذا عقلاو نقلا یہ حکم مسلم ہے کہ شہید کی نماز جنازہ پڑھی جائے گی۔رہا مسئلہ شہید حکمی کا تو اس پر نماز جنازہ میں اختلاف نہیں ہے۔

خلاصہ بحث

میت کو غسل دینا، اسے کفن پہنانا، اس پر نماز جنازہ پڑھنا اور اسے دفن کرنا شعائر اسلام میں سے ہے۔اور یہ تمام امور سنت سے ثابت ہیں۔ اورابتدائے افرینش سے یہ سنت جاری ہے۔لہذا جن فقہاء نے ان امور میں سنیت کا قول کیا ہے انہوں نے اسے لفظی معنی پر محمول کیا ہے اور حکما یہ امور فرض اورواجب کفایہ کے مرتبے میں ہیں۔شہید کی دو قسمیں ہیں، شہید حقیقی اور شہید حکمی۔شہید حقیقی وہ ہے جو راہ خدا میں میدان جہاد میں دشمن کے ہاتھوں جام شہادت نوش کرے اور حکمی وہ ہے جو ظلما قتل کیا جائے یا کسی ناگہانی مصیبت میں مر جائے۔ شہید حکمی کا وہ مقام نہیں ہے جو شہید حقیقی کا ہے۔شہید حقیقی کو غسل بھی نہیں دیا جائے گا اور نماز جنازہ میں بھی اختلاف ہے، زیادہ تر فقہاء کا یہ نظریہ ہے کہ شہداء کی نماز جنازہ نہیں ہے کیونکہ بدرواحد میں شہداء پر نماز جنازہ نہیں پڑھی گئی تاہم عقلا یہ ممتنع نہیں ہے لہذا احناف کے راجح مذہب کے مطابق نماز جنازہ پڑھی جائے گی کیونکہ یہ دعا ہے جس سے کوئی بھی مستغنی نہیں ہے جبکہ غسل طہارت کے لیے ہے اور شہید تطہیر کے اعلیٰ مقام پر فائز ہوتا۔تاہم شہید حکمی کو غسل بھی دیا جائے گا اور اس پر نماز جنازہ بھی پڑھی جائے گی۔واللہ اعلم بالصواب۔

کتابیات

* القرطبی، ابوعبداللہ محمد بن احمد۔الجامع لاحکام القرآن۔قاہرہ:دارالکتب المصریۃ،1384ھ۔
* ابوداود، سلیمان بن اشعث۔سنن ابی داود۔بیروت:دارالفکر،1412ھ۔
* الرعینی، ابوعبداللہ محمد بن محمد الطرابلسی۔مواہب الجلیل فی شرح مختصر خلیل۔بیروت:دارالفکر،1412ھ۔
* الغرناطی، محمد بن یوسف۔التاج والاکلیل۔بیروت:دارالفکر،1416ھ۔

28۔ السرخسی، المبسوط، ج2، ص50۔

AL-AASAR Journal
Quarterly Research Journal
www. al-aasar.com
Vol. 2, No. 1 (2025)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN: 3006-6921

* الجوینی، عبد الملک بن عبد اللہ، امام الحرمین، شافعی۔ نہایۃ المطلب فی درایۃ المذہب۔ دار المنہاج، 1428ھ۔
* البہوتی، منصور بن یونس۔ کشاف القناع۔ بیروت: دار الکتب العلمیۃ، 1998ء۔
* الکاسانی، علاء الدین ابو بکر بن مسعود۔ بدائع الصنائع فی ترتیب الشرائع۔ بیروت: دار الکتب العلمیۃ، 1986ء۔
* احمد بن حنبل۔ مسند امام احمد۔ بیروت: مکتب اسلامی، 1398ھ۔
* البخاری، ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل۔ الجامع المسند الصحیح المختصر۔ بیروت: دار طوق النجاۃ، 1422ھ۔
* الشافعی، ابو عبد اللہ محمد بن ادریس۔ الام۔ بیروت: دار المعرفۃ، 1410ھ۔